جہاد فی سبیل اللہ

مؤلفین

محمد اسلم گِل
میجر (ریٹائرڈ)

محمد رفیق احمد میمنؔ
صدر: اماں جی ایجوکیشنل سوسائٹی

ناشر

اماں جی ایجوکیشنل سوسائٹی (رجسٹرڈ)

ٹنڈو جہانیاں، حیدرآباد چھاؤنی، پاکستان

www.star.edu.pk

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى

ترجمہ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے، ایسی تعریف جو بہت زیادہ ہے پاکیزہ اور برکت والی ہے، جیسی ہمارا ربّ چاہتا اور پسند کرتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ

فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ

وَافْعَلْ بِنَا مَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ

فَاِنَّکَ اَنْتَ اَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ

ترجمہ

اے اللہ تیرے ہی لئے حمد ہے جو تیری شان کے مناسب ہے

پس تو محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما جو تیری شان کے مناسب ہے

اور ہمارے ساتھ بھی وہ معاملہ کر جو تیری شایانِ شان ہے

بے شک تو ہی اس کا مستحق ہے کہ تجھ سے ڈرا جائے اور مغفرت طلب کی جائے

دُرود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی
اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی
اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمہید

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور قیامت تک دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا، حضرت محمد ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل و اولاد پر اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

الحمدللہ! زیر نظر کتاب ''جہاد فی سبیل اللہ'' میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ یہ ایک عظیم عبادت ہے، جبکہ حقوق انسانی پامال کر دیئے جائیں، ظلم ہی ظلم ہو اور اصلاح کی کوئی صورت باقی نہ رہے، ایسی صورت میں فتنے کی سرکوبی اور اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لئے، اسلام ''جہاد فی سبیل اللہ'' کا حکم دیتا ہے۔ جہاد، دُنیا میں امن و سلامتی لانے کا ذریعہ ہے۔ اسلام میں کسی دہشت گردی کی گنجائش نہیں۔ بلکہ یہ امن و سلامتی، محبت و اخوت اور سراسر خیر خواہی کا دین ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ پاک ربّ ساری انسانیت کو کامل ہدایت عطا فرمائے۔ آمین.... بجاہِ رحمۃ للعالمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جہاد فی سبیل اللہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور کامل و اکمل دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا، حضرت محمد ﷺ پر جن کی مبارک محنت سے زندگی میں دلوں کو اور مرنے کے بعد قبروں کو منور فرمایا اور جن کا ظہور تمام عالم کے لئے رحمت ہے اور آپ ﷺ کی آل اولاد اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مؤمنین اور مؤمنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

قرآن حکیم اور رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کی مبارک تعلیمات کی رُو سے، انسانیت کے جان، مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا انتظام، جو اسلام نے کیا ہے، وہ کسی اور جگہ نہیں ملتا۔ اس سلسلہ میں شریعت مطہرہ نے جو احکام دیئے ہیں وہ نمونہ کے طور پر اختصار کے ساتھ تحریر کئے جاتے ہیں۔

جان کی حفاظت

دین اسلام میں قتل کو شدید ترین اور ناقابل معافی جرم قرار دیا ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا ، بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْفَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعاً

(المائدة: ٣٢)

ترجمہ: جو کوئی قتل کرے ایک جان کو بلاعوض جان کے یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں،
پس اس نے تمام انسانیت کو قتل کیا۔

قصاص کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ o

(البقرة : ١٧٩)

ترجمہ: اور اے اہل عقل! (اس قانون) قصاص میں تمہاری جانوں کا بڑا بچاؤ
ہے (ہم امید کرتے ہیں کہ) تم لوگ (ایسے قانون امن کی خلاف ورزی کرنے سے)
پرہیز رکھو گے۔

قصاص محض قتل میں نہیں، بلکہ اعضاء وجوارح میں بھی قصاص ہے، جس کی تفصیل احادیث میں موجود ہے۔

- مسلمان کے قتل عمد کی سزا قصاص کے علاوہ ابدی جہنم ہے، اللہ کا غضب اور لعنت مستزاد ہیں۔
- مسلمان کے قتل بالخطا کی سزا ایک غلام آزاد کرنا اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا ہے۔
- مقتول اگر مسائد قوم سے تعلق رکھتا ہے تو غلام آزاد کرنا اور مقتول کے

وارثوں کو خون بہا دینا ہے اور اگر دشمن قوم سے تعلق رکھتا ہو تو غلام آزاد کرنا ہے۔

- نوزائیدہ بچیوں کو زندہ درگور کرنے کو بھی قتل ہی قرار دیا گیا۔
- قتل کی ہلکی سے ہلکی سزا یہ ہے کہ اگر مقتول کے وارث دیت پر راضی ہو جائیں تو یہ ان کی مہربانی ہے، دیت کی مقدار سو اونٹ ہے جو دورِ جاہلیت میں مروج تھی، شریعت نے اسے ہی بحال رکھا ہے۔

(بحوالہ: کتاب الحدود)

مال کی حفاظت

- چوری کی سزا یہ مقرر کی گئی کہ چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔
- رہزن کے لئے چار سزائیں ہیں۔

(1) قتل

(2) سولی

(3) آمنے سامنے کے ہاتھ پاؤں کاٹنا

(4) جلاوطنی

- باطل کے تمام طریقوں سے ایک دوسرے کا مال لینا حرام قرار دیا گیا ہے اور صرف فریقین کی باہمی رضامندی کی تجارت کو حلال کیا گیا، ان باطل طریقوں میں سود، دھوکے کی بیع، اندھے سودے، رشوت، حرام چیزوں کی فروخت سب کچھ آ جاتا ہے۔ (بحوالہ: کتاب الحدود)

❁ آبرو کی حفاظت

❁ آبروریزی یعنی زنا کی مد غیر شادی شدہ کے لئے سو کوڑے مقرر ہے اور شادی شدہ کے لئے رجم (سنگسار) ہے۔

❁ تہمت لگانے کی سزا 80 دڑے اور توبہ سے قبل قانون کی گواہی نا مقبول ہے۔

❁ شراب نوشی کی سزا جرم کی نوعیت کے مطابق 40 کوڑے یا 80 دڑے ہے۔(بحوالہ: کتاب الحدود)

جان و مال اور آبرو کی حفاظت کے متعلق پیغمبر اسلام، رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ کے مبارک ارشادات ذیل میں تحریر کیے جاتے ہیں۔

(1) ہر مسلمان پر کسی بھی مسلمان کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت (بے عزتی کرنا) حرام ہے۔ (صحیح بخاری)

(2) مسلمان پر لعنت کرنا، اس کو قتل کرنے کی مانند ہے۔ (صحیح مسلم)

(3) کسی شخص کے لئے اتنی ہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ (صحیح مسلم)

(4) مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔ (صحیح بخاری)

(5) کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہتھیار سے بھی اشارہ نہ کرے۔ (صحیح بخاری)

(6) جس شخص نے ہم پر ہتھیار اُٹھایا، وہ ہم سے نہیں۔ (صحیح مسلم)

(7) اللہ تعالیٰ نے نزدیک سب سے بُرا وہ شخص ہے جو بڑا جھگڑالو ہے۔ (صحیح مسلم)

(8) مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ (صحیح بخاری)

(9) وہ شخص مومن نہیں جس کا ہمسایہ اس کی شرارتوں سے امن میں نہ ہو۔ (بخاری شریف)

(10) وہ شخص مومن نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے مگر اس کا ہمسایہ اس کے پہلو میں بھوکا ہو۔ (بیہقی)

فاطمہ (قریشیہ) نے چوری کی تو اہل قبیلہ نے ہاتھ کٹنے کی بدنامی کے ڈر سے سفارش کی راہیں تلاش کرنا شروع کیں، بالآخر آپ ﷺ کے محبوب غلام حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہٗ کو اس مقصد کے لئے وسیلہ بنایا گیا، جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہٗ نے سفارش کی تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہوگیا، آپ ﷺ نے فرمایا!

"تم سے پہلی امتیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ وہ کمزور کو تو سزا دیتے، مگر معزز کو چھوڑ دیتے تھے، اُس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، اگر فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا"۔ (صحیح بخاری)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہٗ کو جب رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے سلسلہ میں انہیں جو ہدایت فرمائی وہ سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے، آپ ﷺ نے فرمایا!

مظلوم کی بد دُعا سے بچنا کیونکہ اس کی بد دُعا
اور اللہ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں۔

(متفق علیہ)

الحمد للہ! رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضرت محمد ﷺ کے غزوات وسرایا نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام بنی نوع انسان پر ایک احسان عظیم ہیں۔ آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے مصروف جہاد رہ کر دُنیا میں امن وسلامتی، عدل وانصاف اور اخوت ومساوات کے اصول قائم کئے تاکہ آئندہ کے لئے مسلم اُمہ ایسے موقعوں پر آپ ﷺ کے عہد کے واقعات سے سبق لیتے رہیں اور اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات کا سچا نمونہ بنا کر دُنیا کے سامنے پیش کریں۔ تاریخ عالم اس حقیقت کی شاہد ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہی میں نہیں بلکہ اس کے بعد کے دور میں خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے بھی اس وقت کی تمدنی دُنیا کے ایک ایک گوشے تک اسلام کا پیغام عدل وانصاف پہنچایا اور انسانیت کو بقائے باہم کے حقیقی اور فطری پیمانوں سے روشناس کرایا۔ ظلم، ناانصافی اور استحصال کی تمام شکلوں کو مٹا ڈالا اور ان کی جگہ آزادی، رواداری، احترام انسانیت

اور ایثار و خدمت کی درخشاں روایات قائم کیں۔ اس بناء پر یہ غزوات و سرایا ملک گیری، توسیع پسندی اور ہوس اقتدار کے لئے نہیں بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی زمین کو ظلم اور ظالموں سے پاک کرنے کے لئے تھے۔

الحمدللہ! اسلام نے مسلمانوں کو حق کے لئے ہر مصیبت اور تکلیف پر ثابت قدم رہنے اور ضرورت پڑنے پر جان کی بازی لگانے کی تعلیم دی ہے۔ اس لئے ان تمام لڑائیوں کا نام جہاد ہوا، جو دین کی حمایت میں دشمنوں سے ہوئیں۔ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے حضور اقدس ﷺ کے مبارک زمانہ میں جو لڑائیاں پیش آئیں اور آپ ﷺ نے ان میں شرکت فرمائی، ان کو اسلامی اصطلاح میں ''غزوہ'' کہا جاتا ہے اور جس دستہ کی قیادت آپ ﷺ نے کسی صحابیؓ کے سپرد کر دی، خواہ ان میں جنگ ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، یا محض حفاظتی دستہ کے لئے بھیجا گیا ہو، اس کو اصطلاح میں ''سریہ'' کہا جاتا ہے۔

(بحوالہ: عہد نبوی ﷺ کے غزوات و سرایا)

اہل مغرب نے دُنیا میں یہ تاثر کافی حد تک پھیلایا ہے کہ اسلام ایک جنگجو یانہ مذہب ہے اور سب سے زیادہ جس چیز نے غلط فہمیاں پیدا کیں اور جس کو کئی سو سال سے زور وشور سے دہرایا جارہا ہے، یہ وہ بے بنیاد الزام اور بہتان ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلایا گیا..... لیکن حقیقت کیا ہے؟ ذیل میں اس کی وضاحت کی جاتی ہے:

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضور اقدس ﷺ اور آپ ﷺ کے جانثار صحابہ

رضوان اللہ عنہم اجمعین کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کرنے سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ ان کی نظر میں جنگ سے زیادہ ناپسندیدہ اور مکروہ طریقہ کار کوئی اور نہ تھا۔ مکی دور میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو طرح طرح کی تکالیف و مصائب کا سامنا کرنا پڑا جبکہ مدنی دور میں حربی مہمات کی نوبت بھی پیش آئی، جس میں اصل مقصد یہ کارفرما رہا کہ انسانوں کو انسانوں کی غلامی کی ذلت سے نجات دلا کر انہیں عزت و وقار اور عدل و انصاف سے ہمکنار کیا جائے اور دُنیا کو اجتماعی امن و سکون کی دولت سے بہرہ ور کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے اسلام کو مضبوط کرنے کے لئے جنگیں کرنا پڑیں، لیکن یہ جنگیں، جن میں بدر، اُحد اور خندق شامل ہیں، مدینہ طیبہ کے قرب میں لڑی گئیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جارحانہ طور پر دُشمنانِ اسلام مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوا چاہتے تھے۔ مسلمانوں نے شہر سے نکل کر ان کا مقابلہ کیا۔ مدینہ طیبہ میں رہتے ہوئے مسلمانوں نے یہودیوں اور دوسرے غیر مسلموں سے امن و صلح کے معاہدے کئے، مگر ان قبائل نے معاہدوں کی خلاف ورزیاں کی، جو کہ جنگوں کا سبب بنیں۔

ذرا غور فرمائیں! ہجرت مدینہ کے بعد، اجڑے بچھڑے لوگوں کو ایک نئے ماحول میں داخل ہونا، آدھی جماعت (مہاجرین) کا معاشی تباہی سے دوچار ہو کر اپنی بحالی کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا، ایک نئے ماحول کو انقلابی دعوت کے لئے رفتہ رفتہ تیار کرنا، مختلف قبائلیت زدہ عناصر سے اخوت کا جوڑ لگانا، ان کی ذہنی اور اخلاقی تربیت کرنا، نیز ایک نئی مملکت قائم کر کے اس کے جملہ

شعبوں کو نظم و نسق کرنا، یہ سب کام بیک وقت اسلامی انقلاب کے علمبرداروں کے ہاتھوں انجام پذیر ہو رہے تھے، پھر ان میں سے ہر کام ایسا تھا جو پوری پوری توجہ اور مسلسل محنت چاہتا تھا، ایسے کٹھن مسائل سے دوچار ایک چھوٹی سی جماعت کسی طرح بھی جنگ کو اپنی زندگی کا نصب العین نہیں بنا سکتی اور نہ لڑائی مول لینے کے لئے تیار ہو سکتی تھی..... لیکن جب ان کو مجبور کیا گیا تو وہ اس سے منہ بھی نہیں موڑ سکتی تھی..... اس لئے کہ اس کے پیش نظر ایک عظیم بین الانسانی مشن رکھنے والی جماعت تیار کرنی تھی، اسے کسی مخصوص قوم یا ملک کی نہیں، بلکہ تمام دُنیا کی بھلائی کے اصول جاری کرنے تھے۔ اس نے زندگی کی عظیم ترین سچائی یعنی ایک اللہ تبارک و تعالٰی کی ربوبیت و الوہیت کے نور سے تمدن کو جگمگا دینے کے لئے اپنا تمام مفاد اور عیش و سکون قربان کر رکھا تھا اور ضبط نفس، صبر و ایثار کی منزلوں سے گزرتے ہوئے وہ آگے بڑھ رہی تھی۔ اس جماعت کا تو سرمایہ حیات ہی نظریہ حق تھا، جسے وہ سینہ سے لگائے ہوئے تھی، اس کا سارا مستقبل ہی اس نظریہ سے وابستہ تھا، اس کی حفاظت کے لئے اس جماعت کے اندر ایسا جذبہ ٹھاٹھیں مار رہا تھا، جس جذبہ کے تحت ایک کمزور مرغی بھی جب کسی چیل کو منڈلاتے دیکھتی ہے تو سب کچھ فراموش کر کے وہ اپنے چوزوں کو اپنے پروں تلے سمیٹ لیتی ہے۔ یہ وہ مقدس جماعت تھی، جس کے افراد اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنے لاغر و ناتواں جسموں کے ساتھ سنگلاخ چٹانوں سے ٹکرا جانے کے لئے تیار رہتے تھے۔ چنانچہ جب جاہلیت کے علمبرداروں نے انہیں للکارا اور جنگ کی دعوت دی تو

یہ بے سروسامان مہاجر وانصار ہزاروں کی فوج سے ٹکر لینے کو آ گئے اور ایمان و اخلاق اور یک جہتی کا سکہ منوالیا۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے دین کی ترویج واشاعت تلوار سے نہیں بلکہ اپنے اخلاق عالیہ پر مبنی دعوت الی اللہ کی مبارک محنت سے کی تھی اور جو جنگیں پیغمبر اسلام ﷺ نے لڑی تھیں، وہ جنگیں آپ ﷺ پر مسلط کی گئی تھیں اور آپ ﷺ نے بحکم الٰہی مدافعانہ جہاد کر کے اپنا فرض ادا کیا تھا۔ اسلام پر خونریزی کا الزام لگانے والوں کو فتح مکہ کے موقع پر رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام، حضور اقدس ﷺ کے اعلان "**لاتثریب علیکم الیوم**" پر نظر ڈالنی چاہیے، جبکہ اس وقت دشمنوں کا خون بہانا، مسلمانوں کے لئے ہر قانون، اخلاق اور رواج کے مطابق جائز تھا، کیونکہ یہ دشمن مسلمانوں کے قاتل تھے، مگر رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے انہیں معاف کر کے یہ ثابت کر دیا کہ اسلام امن کا مذہب ہے، نہ کہ جنگ کا۔ قرآن حکیم نے "**امن**" کو خطہ زمین کا اصل قرار دیا ہے اور امن کا متضاد "**فتنہ**" کو دبانے اور ختم کرنے کا حکم دیا ہے، چاہے اس کی خاطر کوئی جنگ ہی کیوں نہ لڑنا پڑے۔ اسلام میں فتنہ کی سرکوبی کے لئے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ غیر مسلموں کو ختم کرنے کے لئے۔ اسلام کے امن پسند ہونے کا ایک تاریخی ثبوت یہ ہے رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے صدیوں سے نبرد آزما قبائل کے درمیان صلح کروادی۔

اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ، ایک عظیم عبادت ہے، جبکہ حقوق انسانی پامال کردیئے جائیں، عبادت گاہوں کے وجود کو خطرہ ہو، اہل اسلام کی جان، مال، عزت و آبرو اور گھر بار خطرے میں پڑ جائیں، ظلم ہی ظلم ہو اور اصلاح کی کوئی صورت باقی نہ رہے، ایسی صورت میں فتنے کی سرکوبی اور اللہ کے کلمہ کی سربلندی کے لئے، اسلام ''جہاد فی سبیل اللہ'' کا حکم دیتا ہے۔

میری اقوام عالم سے اپیل ہے کہ اسلامی جہاد کے مفہوم کو سمجھیں اور اسے ''دہشت گردی'' سے تشبیہ نہ دیں۔ جہاد..... فساد کے لئے نہیں بلکہ اصلاح اور قیام امن کے لئے ہوتا ہے۔ اس کی حدود اللہ تعالیٰ اور پیغمبر اسلام، رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے مقرر فرمائی ہیں، ان سے تجاوز کسی صورت میں جائز نہیں۔ جہاد فی سبیل اللہ، ظالموں اور مفسدوں کے لئے قہر الٰہی اور انسانیت کے لئے رحمت و برکت ہے۔ یہ دُنیاوی بادشاہوں، حاکموں اور قوموں کی خونریز جنگوں کی طرح نہیں جو صرف ملک گیری کے لئے لڑی جاتی ہیں اور ان میں بدعہدی، ضعیفوں، عورتوں اور بچوں وغیرہ کے قتل سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا اور ہر بڑے سے بڑا ظلم روا رکھا جاتا ہے، لیکن اسلامی جہاد میں ایسی سب باتیں ممنوع ہیں۔ رحمۃ للعالمین، حضرت محمد ﷺ نے فرمایا! **''جہاد تا قیامت جاری رہے گا''**..... نہ کسی عادل کا عدل اس کی ضرورت کو ختم کرسکتا ہے، نہ کسی ظالم کا ظلم اس کو روک سکتا ہے، جہاد کے معنی صرف جنگ سمجھنا اس کے پورے معنی سے ناواقفیت ہے، کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ بہترین جہاد وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ کیا جائے۔ حقیقت

یہ ہے کہ دُنیا سے شر، فساد، ظلم، حق تلفی اور برائیوں کو مٹانے کے لئے جد وجہد کرنا ہے، خواہ وہ تلوار سے ہو، قلم سے ہو، زبان سے ہو یا عمل واخلاق سے ہو یا دلیل کی قوت سے ہو۔ مسلمانوں کو تلوار اُٹھانے کی اجازت صرف مندرجہ ذیل صورتوں میں ہے:

(1) ملک وملت کے دفاع اور حفاظت کے لئے جب دُشمن حملہ آور ہو یا حملہ آور ہونے کی تیاری کر رہا ہو۔

(2) فتنہ وفساد اور سرکشی کو ختم کرنے کے لئے۔

(3) ظلم واستبداد کے استیصال کے لئے۔

(4) ضعیفوں اور مظلوموں کی مدد کے لئے۔

(بحوالہ: تاریخ اسلام)

الحمد للہ! اسلام نے کسی ایک انسان کے قتل کو ساری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا م بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا

(المائدة: ۳۲)

ترجمہ: جو کوئی قتل کرے ایک جان کو بلا عوض جان کے یا بغیر فساد کرنے کے ملک میں، پس اس نے تمام انسانیت کو قتل کیا۔

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ عام طور پر سپہ سالاروں کو مہمات پر روانگی سے قبل مندرجہ ذیل قسم کی ہدایات فرمایا کرتے تھے:

(1) اوّلاً اُن لوگوں کو کلمہ کی دعوت دی جائے، اگر قبول کرلیں تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔

(2) جس بستی میں جائیں اگر وہاں سے اذان کی آواز آجائے تو حملہ نہ کیا جائے۔

(3) اگر اسلام قبول نہ کریں تو جزیہ پر آمادہ کیا جائے، اس کے عدم قبول پر قتال کی اجازت ہے۔

(4) لڑائی میں اپاہجوں، ضعیفوں، بوڑھوں، عورتوں اور بچوں پر ہاتھ نہ اُٹھایا جائے۔

(5) سایہ دار اور پھل دار درختوں کو نہ کاٹا جائے۔

(6) کھیتوں کو برباد نہ کیا جائے۔

(7) عبادت گاہوں کا احترام کیا جائے۔

(8) ہر مذہب کے راہنما کا خیال رکھا جائے اور اُن کی عزت کی جائے، راہبوں سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔

(9) جو اپنے گھروں میں گھس جائیں، انہیں قتل نہ کیا جائے۔

(10) کوئی مکان منہدم نہ کیا جائے۔

(بحوالہ: تاریخ اسلام اور مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ)

رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے جن مدافعانہ غزوات وسرایا میں بنفس نفیس شرکت فرمائی، اُن کی مجموعی تعداد اٹھائیس ہے اور

اُن میں سے بھی کل آٹھ میں قتال کی نوبت آئی۔ (بحوالہ: غزوات النبی ﷺ)

الحمد للہ! وہ غزوات وسرایا جن میں رحمۃ للعالمین، حضور اقدس ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا ان کی مجموعی تعداد بقول ابن اسحاقؒ 38 ہے۔ (بحوالہ: سیرت ابن ہشامؒ)

مشہور سیرت نگار اور محقق جناب جسٹس علامہ محمد سلیمان سلمان منصوری پوریؒ نے 2 ہجری سے 9 ہجری تک آٹھ سال کے مابین عہدِ نبوی ﷺ کے غزوات وسرایا کا بڑی تحقیق اور عرق ریزی سے ایک نقشہ تیار کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ چھوٹے چھوٹے واقعات یا غزوات کی جملہ تعداد 82 تھی۔

(بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ)

ان غزوات وسرایا میں 32 وہ دستے بھی شامل ہیں جو آپ ﷺ نے وقتاً فوقتاً دشمن کی نقل وحرکت سے باخبر رہنے اور راستوں کی نگرانی کرنے کے لئے روانہ فرمائے تھے۔ انہی میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

- پندرہ دستے وہ بھی ہیں جو قتل وڈکیتی کی وارداتوں اور غداری کے جرم میں ملوث لوگوں کے تعاقب کے لئے روانہ کیے گئے۔
- پانچ دستے تبلیغی مشن پر روانہ کیے گئے۔
- چھ دستے بعض غلط فہمیوں کے نتیجہ میں وجود میں آئے، جو نہ صرف مسلمانوں اور کفار بلکہ خود مسلمانوں کے مابین وقوع پذیر ہوئے۔
- تین دستے بُت شکنی کے لئے تھے۔

- تین دستے دشمن کے تعاقب کرنے کے لئے تشکیل دیئے گئے۔
- پانچ مختلف انفرادی اقدامات بھی علاقائی سرایا کہلائے۔

(بحوالہ: سیرت ابن ہشامؒ)

یہ ایسے واقعات ہیں جو غزوات وسرایا میں تو شمار کئے جاتے ہیں مگر ان میں سے کسی میں بھی کفر و اسلام کا مقابلہ نہیں ہوا۔ ایسے ہی کتنے اور واقعات بھی ہیں۔ صرف آٹھ، سات غزوات ایسے ہیں جن میں کفر و اسلام کا باقاعدہ مقابلہ ہوا اور ان میں بھی مسلمانوں نے صرف دفاعی مقابلہ کیا اور کبھی جارحانہ حملے کی ابتدا نہیں کی۔

(بحوالہ: سیرت ابن ہشامؒ)

ان تمام لڑائیوں میں کفار کے 6564 افراد قیدی بنائے گئے، جن میں سے چھ ہزار صرف غزوہ حنین میں قید کئے گئے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کا اخلاقی کارنامہ دیکھیں کہ صرف دو قیدیوں کو ان کے سابقہ جرائم کی پاداش میں قتل کیا، باقی تمام کو رہا کر دیا تھا۔ (بحوالہ: رحمۃ للعالمین ﷺ)

جہاد اسلامی کے تقدس کو جنگ اور خونریزی کا نام دینے والے واقعہ کی علّت کو دیکھتے ہیں اور نہ ہی مسلمانوں کے مدّعا کو تلاش کرتے ہیں، رحمۃ للعالمین ﷺ کے عدم جارحیت کے معاہدے اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ آپ ﷺ دُنیا میں تلوار چلانے نہیں بلکہ امن و آشتی قائم کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔

الحمد للہ! مندرجہ بالا سطور کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کرنا بہت آسان ہے کہ رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی حربی مہمات امن و سلامتی، عدل اجتماعی کے قیام اور استحکام کے لئے تھیں، ان کا مقصد ملک گیری اور دُنیاوی مفاد نہیں تھا۔ منافقین زبان سے **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ** کہتے تھے، اس لئے آپ ﷺ نے ان کا اتنا لحاظ ملحوظ رکھا کہ ان کی خباثتوں کے کھل جانے کے بعد بھی کسی منافق کے قتل کا حکم نہیں دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے مختلف مواقع پر اجازت بھی چاہی کہ ان کو قتل کر دیں، مگر آپ ﷺ نے کلمہ کے احترام میں ان میں سے کسی کے قتل کا حکم نہیں دیا۔ آپ ﷺ ہر موقع پر ان کی جاں بخشی کرتے رہے، یہاں تک کہ تبوک کے موقع پر بھی جبکہ عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) کی خباثت بالکل کھل گئی تھی، آپ ﷺ نے اس کی گردن مارنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ کوئی معمولی سزا بھی نہیں دی۔

رحمۃ للعالمین، پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کے غزوات و سرایا کے مطالعہ سے بآسانی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کی نوعیت دُنیا کی دوسری جنگوں

سے قطعاً مختلف تھی ۔ یہ غزوات کسی مادی مقصد کے لئے نہیں بلکہ یہ محض امن و امان اور عدل وانصاف کے قیام کے لئے لڑے گئے تھے اور ان کے پیچھے سوائے اس کے کوئی دوسرا جذبہ کارفرما نہ تھا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رضا حاصل ہو ۔ اس سے رحمۃ للعالمین ، پیغمبر اسلام ، حضور اقدس ﷺ کے بعض اعلیٰ اوصاف بھی ابھر کر سامنے آتے ہیں ، جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے کسی برگزیدہ پیغمبر ہی میں پائے جاسکتے ہیں ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ وحدہٗ لاشریک ربّ ساری انسانیت کو کامل ہدایت نصیب فرمائے ۔

آمین ...... بجاہِ رحمۃ للعالمین ﷺ

وَاٰخِرُ دَعْوٰ نَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ